

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بدعات و خرافات سے بھرپور ”تحقیق“ نامی ایک رسالہ نظر سے گزرا، جس میں ایک مقالہ نگار نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بدعت حسنہ ایجاد کرنے میں ثواب ہوتا ہے۔ بلکہ جوان پر عمل کرنے والے ہوں گے ان کا بھی ثواب لکھنے کا مومن کے موجب ہوگا۔ اور بدعت وہ مردود ہے جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ جیسے نوحہ کرنا ہے، اس موقف کو انہوں نے حدیث کے طور پر بیان کیا ہے۔ کیا یہ موقف درست ہے؟

الحجاب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذیلیعہ دین اسلام کی تکمیل کر دی۔ اور اسی دین کی پیروی کو ذریعہ نجات قرار دیا اور اس کی مخالفت کو ناکامی کا سبب گردانا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں عبادات کے اصول (دین کے طور طریقے) مقرر کئے وہاں احکام و عبادات کے طریقے بھی متعین مکمل کئے جو کہ مکمل شکل میں اہل اسلام کے پاس محفوظ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا... ۳ ... سورة المائدة

دین و شریعت چونکہ مکمل ہے۔ اس لیے اسی کی پیروی کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ان سے انحراف گمراہی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

(فإنه من يعش مشتم بعد يفسر اختلاف كثير، فليكن بسنتي وسنة خلفاء المهديين الراشدين تسكوا بها، وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدث بدعة، وكل بدعة ضلالة) (البوداؤ، السيرة، لزوم السيرة، ح: 4607)

تم میں جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا۔ اسے خوب مضبوطی سے تھامنا، اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑنا نہ کہ کام (بدعات) ”لہجہ کر کے سے، پھینا۔ اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعات کی واضح طور پر اور مطلقاً تردید کی اور ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا۔ (وکل بدعة ضلالة) کے الفاظ قابل غور ہیں۔ بدعت ظاہری طور پر بھی ہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ ثواب کے حصول کے لیے اور دین قرار دے کر کی جاتی ہے۔ مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مذموم قرار پاتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی ساری رات عبادت کرنے کو معمول بناتا ہے تو بادی النظر میں یہ عمل بہت اچھا ہے مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اسی طرح ایک آدمی ہمیشہ یعنی بارہ مہینے کے روزے رکھتا ہے یہ عمل بھی بظاہر اچھا ہے مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مسترد ہوگا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لا صام من صام الا بدع) (مسلم، الصيام، النسخ عن صوم الدهر، ح: 1159)

حالانکہ نفلی روزے رکھنا باعث اجر و ثواب ہے۔ مگر طریقہ بھی وہی اختیار کرنا چاہیے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا۔ یا جس کی آپ نے اجازت دی تھی۔ اگر ایک آدمی مغرب کے چار فرض ادا کرے تو چوتھی رکعت میں ظاہر ہے قرآن کی تلاوت اور رکوع و سجود میں تسبیحات پڑھے گا اور مغرب کے چار فرض پڑھنے سے آپ نے منع بھی نہیں کیا۔ تو کیا اس وجہ سے کہ آپ نے منع نہیں کیا اور تلاوت قرآن و تسبیحات پڑھنا اچھا کام ہے، مغرب کی فرض رکعات چار عدد پڑھنا جائز ہوگا؟ بدعات کو حسنہ قرار دینے والوں کے نزدیک تو جائز ہونا چاہیے! جب کہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ مگر اپنا اُلوسیدھا کرنے کے لیے ”بھی بدعت“ کا ٹوکھا سارا ڈھونڈ لیا جاتا ہے۔

بدعات کو حسنہ قرار دینے والے رحمت و دواعلم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر غور کریں اور اپنی فکر کا زاویہ درست کر لیں۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تین آدمی (علی، عبداللہ بن عمرو اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھر آئے، انہوں نے آپ کی عبادت کا حال پوچھا، جب انہیں بتلایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا، کہنے لگے: ہم کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں! ہمیں آپ سے کیا نسبت، آپ کے اللہ نے لگے پچھلے سب قصور معاف کر دیے ہیں (ہم لوگ گنہگار ہیں ہمیں بہت عبادت کرنا چاہیے) ان میں سے ایک کہنے لگا: میں تو ساری عمر رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا، دوسرے کہنے لگا: میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا کبھی دن کو افطار نہیں کروں گا اور تیسرے کہنے لگا: میں تو عمر بھر عورتوں سے الگ رہوں گا، نکاح نہیں کروں گا۔ ملتے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا:

(اَنْتُمْ الْاَبْدَانُ فَكُلُّكُمْ لَدَاؤُنَا وَاللّٰهُ اِنِّیْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتَقٰكُمْ لَهٗ لِكُنِّیْ اَعُوْمٌ وَّاَفْطَرُ وَاُصَلِّیْ وَاَزْهَدُ وَاَتَزَوَّجُ الْنِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَيْسَ مِنِّیْ) (بخاری، النکاح، الترغیب فی النکاح، ح: 5063)

آپ لوگوں نے ایسی باتیں کہیں؟ سن لو! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور میں تم سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہوں مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور بھوٹا بھی ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، ”عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو کوئی میرے طریق کو پسند نہ کرے وہ میرا نہیں ہے۔“

کاش کہ دین کو اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق ڈھلنے والے (فمن رغب عن سنتی فليس مني) پر غور کریں۔

مزید برآں جن روایات سے استدلال کر کے بدعات ایجاد کرنے کا جواز کشید کرنے کی کوشش کی گئی ہے اگر ان کا وہی چلب و مصنی ہوتا جو یہ لوگ مرا لیتے ہیں تو یہ ”کار خیر“ سب سے پہلے صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ دین سر انجام دیتے کیونکہ یہ لوگ نیکی کے کاموں میں بہتت کرنے والے تھے۔ ان حضرات نے اس طرح کی کوئی بات نہ کہی اور نہ کوئی ایسا عمل ہی کیا، جس سے ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے جو ”بدعت حسنہ“ کے حمایتی سمجھتے ہیں۔

سوال میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اگر اس کا معنی یہ ہوتا کہ ایجاد بدعت اچھی چیز ہے تو عہد رسالت میں نہ صرف یہ کہ ایسا کرنے کی اجازت ہوتی بلکہ بدعت کے موجد کی حوصلہ افزائی کی جاتی جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں گزرا ہے کہ بدعات ایجاد کرنے کی حوصلہ شکنی اور مانعت کی گئی ہے۔

حدیث میں تو دین کے ثابت شدہ عمل کے اجراء کی بات کی گئی ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت حسنہ نہیں سنت حسنہ کے الفاظ استعمال کیے۔ اس حدیث سے ”بدعت حسنہ“ کی حمایت حاصل کرنے والے اگر مکمل حدیث اس کے شان و رود سمیت ذکر کریں تو ان کی قلعی کھل جائے۔ حدیث ثابت شدہ شرعی عمل کے اجراء کے بارے میں ہی ہے۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم ان کے اول حصہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک جماعت ننگے بدن آئی، اون کی دھاری دھار چادر میں یا کھل ڈالے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے کہ جن میں اکثر بلکہ سب مضر قبیلے کے لوگ تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ ان کا فرقہ و فاقہ دیکھ کر متعیر ہو گیا۔ آپ (گھر کے) اندر گئے پھر باہر آئے اور بلال کو حکم دیا، انہوں نے اذان پڑھی (نماز کا وقت ہو چکا تھا) اور تکبیر کہی، آپ نے نماز پڑھائی، خطبہ دیا اور یہ: آیت پڑھی:

لوگو! اس اللہ سے ڈرو کہ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔۔۔

اور دوسری وہ آیت پڑھی جو سورۃ النحر میں ہے:

ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور غور کرو کہ تم نے کل کے لیے کیا آگے پسپا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: صدقہ کرو اشرافی، درہم، کپڑے، گیہوں کے صاع اور کھجور کے صاع سے (صاع: اڑھائی کلو) حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ انصار میں سے ایک صاحب ایک تھیلی لے کر آئے گویا کہ ان کا ہاتھ اس سے تھکا جاتا ہے بلکہ تنک ہی گیتا تھا پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر کھانے اور کپڑے کے دیکھے اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھا کہ وہ جھک رہا ہے گویا کہ وہ سونے کا ٹکڑا ہے۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سن فی الإسلام سنة حسنة كان له اجرها واجر من عمل بها من بعده لا ينقص من اوزارهم شيئاً (مسلم، الزکوٰۃ، الحث علی الصدقہ ولو بشت قرۃ او بکھتہ طیبہ، ج: 1017)

جو شخص اسلام میں کسی نیک کام کی بنیاد ڈالے تو اس کے لیے اس کے عمل اور جو اس کے بعد عمل پیرا ہوں ان کا ثواب بھی ہے بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں بری بات نکالی تو اس ”پراس کے عمل کا بھی گناہ ہے اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں ان کا بھی گناہ ہے بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔

یہ حدیث بھی واضح ہے اور اس کی مزید وضاحت دیگر احادیث سے بھی ہو جاتی ہے جس سے یہ بات پوری طرح کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو جاری کرنے والے کے لیے مذکورہ بالا اجر و ثواب کا اعلان کیا گیا ہے نہ کہ بدعات ایجاد کرنے والے اور دین کا حلیہ بگاڑنے والے کے لیے۔ ایک حدیث میں ہے:

مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْإِجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ إِثْمِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً (مسلم، العلم، من سن سنة حسنة او سيئة، ج: 2674)

جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اسے ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اُس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا، یہ ان کے اجر سے کچھ کمی نہیں کرے گا اور جو کسی کو کسی گمراہی کی طرف بلائے تو اس پر ان تمام لوگوں کے ”گناہوں کا اتنا ہی وبال ہوگا جو اُس کی پیروی کرنے والوں کو گناہ کرنے کا ہوگا۔ یہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی نہیں کرے گا۔

اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ دَانَ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أُجْرِ غَالِيهِ) (مسلم، الامارۃ، فضل اعانة الغازی۔۔، ج: 1893)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَاتَّبِعْ نِعْمَ مَا يَنْبَغُ عَلَيْهِمْ مِنْ عَنِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنَّ يَنْدِي اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَوَلَّى لَكَ مِثْرًا لَتُثْمِ (بخاری، الجہاد، فضل من اسلم علی یدہ رجل، ج: 3009، مسلم، فضائل الصحابة، من فضائل علی رضی اللہ عنہ، ج: 2406)

”پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ تم پر اللہ تعالیٰ کے یہ یہ حق واجب ہیں، اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے سے کسی ایک آدمی کا ہدایت یافتہ ہو جانا تمہارے لیے (یش قیمت) سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

